اہل افریقہ اقتصادی ترقی کیلئے غیر ملکی اشیاء پر انحصار کی بجائے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔احمدی صنعتکاروں اور ماہرین علوم کو وقف کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵رفروری ۱۹۸۸ء آبی جان، آئیوری کوسٹ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

سب سے پہلے تو آج میں اس ملک کے جملہ باشندوں، ان کی حکومت اور تمام احمدی احباب اور خواتین اور بچوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے ہر لحاظ سے میرے دورہ کو کامیاب اور مفید مطلب بنانے کی کوشش کی۔ سورۃ فاتحہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے اُس میں ہر مومن کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا سلیقہ سکھایا گیا ہے اور اس کے بعد مومن پر فرض ہے کہ وہ خدا کے بندوں کا بھی شکر گزار رہے۔

جماعت احمدیہ کی تعداد اس ملک میں بہت زیادہ نہیں لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ وسیع اور کشادہ مسجد اس وقت بھری ہوئی ہے۔ تاہم یہ تعداد ایسی نہیں کہ حکومت آپ کے آنے والے مہمان کے ساتھ خاص محبت کا سلوک کرتی لیکن اس کے باوجود آپ کے ملک کے نہایت ہی شریف اور نیک نفس پریذیڈنٹ نے مجھے ملاقات کا موقع عنایت فرمایا۔ آپ کے صدر سے مل کر مجھے خصوصیت کے ساتھ اس بنا پر خوشی ہوئی کہ وہ ایک نیک نفس اور خداترس انسان معلوم ہوتے

ہیں۔اپنی گفتگو میں انہوں نے بار بار خدائے واحد و یگانہ کا ذکر کیا اور یہ بتایا کہ ان کے نزدیک تمام دنیا میں فساد کی وجہ خدائے واحد و یگانہ سے محبت میں کمی اور اس سے دنیا کا دور چلے جانا ہے۔

اب میں اپنے مختصر دورے کے تجربے کے متعلق آپ سے کچھ باتیں کہنی چاہتا ہوں۔ میں نے اس دورہ میں محسوس کیا ہے اس ملک کے باشندے بہت شریف النفس ،صاف گو اور کھلے دماغ کے لوگ ہیں اور تعصّبات سے کلیۃً پاک ہیں۔ بہت سے غیر احمدی دوستوں سے بھی گفتگو کا موقع ملا یعنی انہوں نے جو سوال کئے ان کا جواب دینے کی توفیق ملی اور یہ دیکھ کر میں حیران ہوا کہ باوجود اس کے کہ شروع میں سوال میں شدت پائی جاتی تھی اور سختی محسوس ہوتی تھی۔لیکن جواب سن کر فوری طور پر اسکی تائید میں سر ہلانے لگ جاتے اور جو بات سمجھ میں آجاتی اسے بخوشی قبول کر لیتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ کوئی قوم تعصّبات سے پاک ہو اور جس طرف روشنی نظر آئے اس طرف جانے کے لئے آمادہ ہو اس لحاظ سے میں آپ کی قوم کا مستقبل بہت روشن دیکھ رہا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی قوم کا یہ کردار بنانے میں آپ کے معزز صدر کی ذاتی شرافت اور توجہ اور مسلسل محنت کا بھی بہت حد تک دخل ہے۔ چنانچہ انہوں نے گفتگو کے دوران مجھ سے بار بار اس بات کا ذکر کیا کہ نہ تو وہ خود کسی قسم کا تعصب رکھتے ہیں نہ کسی قیمت پر اپنے ملک میں کسی تعصب کو فروغ دینے کی اجازت دے سکتے ہیں۔انہوں نے مجھے بتایا کہ میں خدائے واحد سے سچا پیار کرتا ہوں اور کسی طرح یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ خدائے واحد کے نام پر لوگ آپس میں ایک دوسرے سے لڑیں اور خدائے واحد کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف فتنے پیدا کریں۔اس لئے اس ملک میں اس امر کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔انہوں نے اپنی زندگی کا ایک تجربہ بیان کرتے ہوئے مجھے بتایا کہ میں بہت کم اتنا متاثر ہوا ہوں جتنا اس تجربے سے متاثر ہوا کہ ایک گاؤں میں عیسائیوں نے ایک طرف گرجا بنانے کا پروگرام بنایا اور مسلمانوں نے دوسری طرف مسجد بنانے کا پروگرام بنایا۔ دونوں نہایت محبت سے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے رہے یہاں تک کہ گرجا تیار ہو گیا اور مسجد میں ابھی کام باقی تھا۔ چنانچہ مجھے بھی دعوت دی گئی کہ میں جا کر وہاں کا افتتاح کر آؤں لیکن عیسائیوں نے انکار کر دیا کہ جب تک ہمارے بھائیوں کی مسجد تیار نہ ہو جائے اس وقت تک ہم اپنا گرجا شروع کرنے کا بھی کوئی پروگرام نہیں رکھتے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ جب دونوں تیار ہو گئے پھر میں افتتاح

کے لئے وہاں گیا اور جو میں نے انسانی محبت اور بھائی چارے کا وہاں نظارہ دیکھا اور ایک خدا کی محبت میں بنی نوع انسان کا آپس میں ملنے جلنے کا جو نظارہ دیکھا وہ نظارہ میرے جذبات پر غالب آ گیا اور مجھے اپنے جذبات پر کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ تقریباً ۴۵ منٹ ان کی قیام گاہ پر نہایت ہی پرسکون ماحول میں ان سے بہت اچھی گفتگو کا موقع ملا اور اس عرصہ میں بار بار میں ان کے لئے یہ دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ اس نیک دل، پرخلوص، خدائے واحد و یگانہ سے محبت کرنے والے اور بنی نوع انسان پر مہربان پریذیڈنٹ کو لمبی، بامعنی، خدمت کرنے والی اور کارآمد زندگی عطا فرمائے اور ان کا یہ جذبہ صرف ان کی ذات تک محدود نہ رہے بلکہ ساری قوم میں پھیل جائے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے ان کی عادات، ان کے خیالات اور ان کے دل پر نقش ہو جائے۔ پس میں تمام احمدی احباب و خواتین آئیوری کوسٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ خصوصیت کے ساتھ اپنے اس نیک دل صدر کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور اس حکومت کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں اور تمام دنیا کی احمدی جماعتوں کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ صرف اس ملک کے پریذیڈنٹ کو ہی لمبی زندگی اور نیک زندگی عطا نہ فرمائے بلکہ دنیا کی سیاست کو بھی انہی کی طرح خدا خوفی عطا کرے کیونکہ جب تک دنیا کی سیاست میں خدا خوفی شامل نہیں ہو جاتی اللہ تعالیٰ کی محبت سیاست پر قبضہ نہیں کرتی اس وقت تک انسان کی نجات کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔

مغربی افریقہ کے اس دورہ میں یہ چوتھا ملک تھا جہاں میں نے مختصر قیام کیا ہے اور تھوڑے سے وقت کے لئے باہر جا کر دیہاتی زندگی کا بھی مشاہدہ کیا ہے۔ آج شام کو انشاء اللہ جمعہ کے معاً بعد میں غانا کے لئے روانہ ہونے والا ہوں۔ اس مختصر تجربہ کے نتیجہ میں جو افریقہ میں مجھے ہوا میں زیادہ سے زیادہ اس بات کا قائل ہوتا چلا جا رہا ہوں کہ افریقہ کو محض روحانی اور مذہبی اور اخلاقی امداد ہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جماعت احمدیہ کو بہت سے دیگر شعبوں میں بھی اس مظلوم قوم یعنی افریقن قوم کے لئے ہر طرح کی خدمت کے لئے تیار اور مستعد ہو جانا چاہئے۔ خصوصیت کے ساتھ افریقہ کو اقتصادی راہنمائی کی ضرورت ہے۔ جن ممالک کا میں نے دورہ کیا ہے میں نے محسوس کیا ہے کہ باہر کی دنیا جو ان سے اقتصادی روابط رکھتی ہے وہ سارے خود غرضی پر مبنی ہیں۔ یہ لوگ دل کے سادہ ہیں اور اعتماد کرنے والے ہیں اس لئے رفتہ رفتہ ان کی اقتصادی باگ ڈور، اقتصادی نظام کلیۃً بیرونی

ہاتھوں کے قبضہ میں جا چکا ہے اور ابھی تک وہ ان مظلوموں اور غریبوں کو لوٹنے سے باز نہیں آ رہے یہاں تک کہ دن بدن ان کی اقتصادی بدحالی بڑھتی چلی جارہی ہے۔افریقہ کے تمام ممالک کا کم وبیش یہی حال ہے کہ ان تمام ممالک کی اکثریت زیادہ تعلیم نہیں رکھتی اور جو حصہ تعلیم پا جاتا ہے بدقسمتی سے تعلیم کے ساتھ مغربی اثر کے نیچے چلا جاتا ہے اور مغربی تہذیب اس پر ایسا قبضہ کر لیتی ہے کہ اس کی طرز زندگی بدل دیتی ہے یہاں تک کہ بلا استثناء ہر ملک میں آپ یہ دیکھیں گے کہ مغربی تہذیب کے تابع ،مغربی تہذیب کے غلام بنے ہوئے جتنے بھی لوگ ہیں ان سب کی زندگی کا انحصار اپنے ملک کی پیداوار پر نہیں بلکہ غیر ملکی پیداوار پر اس حد تک ہو چکا ہے کہ اب وہ غیر ملکوں سے اپنے تعیش اور اپنے آرام کی چیزیں منگوائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ یہ بات ایسی واضح اور دوٹوک نہیں جتنی بظاہر دکھائی دیتی ہے بلکہ اس کے ساتھ بہت سی پیچیدگیاں وابستہ ہیں، بہت سے الجھاؤ ہیں جن پر نظر ڈالنی ضروری ہے۔ایک مذہبی جماعت کے رہنما کے طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اس خرابی کا اس قوم کے اخلاق پر بہت برا اثر پڑنے کا خطرہ موجود ہے اور ایک مذہبی رہنما کے طور پر جماعت احمدیہ کو خصوصیت سے ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ان تمام امور میں افریقہ کی ہر طرح سے مدد کے لئے تیار ہو۔اس کے متعلق میں کچھ اور مزید روشنی ڈالوں گا۔

مغربی تہذیب کا اور مغربی طرز زندگی کا خلاصہ یہ ہے کہ بڑی بڑی شاندار عمارتیں ہوں، بہت ہی قیمتی سامان سے مزین ہوں، نہایت قیمتی صوفہ سیٹ، نہایت اعلیٰ آرٹسٹ کی بنائی ہوئی تصویریں اور دیگر آرائش کی بعض چیزیں بہترین کاریں ہوں، نئے سے نئے ماڈل ہوں، ٹیلی وژنز ہوں، ویڈیو کیسٹس ہوں، ریڈیو ہوں اور ان سب چیزوں کے ساتھ ایسے نہایت گندے اور اخلاق سوز پروگرام بھی ہوں کہ جو لوگوں کی توجہ مادہ پرستی کی طرف کرتے چلے جائیں اور انہیں ایک قسم کی افیم کا عادی بنادیں کہ ان تعیش کی باتوں کے بغیر وہ زندہ نہ رہ سکیں۔اسی طرح مغربی تہذیب آپ کے غذاؤں کے ذوق میں بھی ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔آپ کو مقامی غذاؤں کی بجائے ایک طلب پیدا ہو جاتی ہے کہ یورپ اور امریکہ کے بنے ہوئے پنیر کے ڈبے، وہاں کے بنے ہوئے چاکلیٹ ، وہاں کی بنی ہوئی آئس کریمیں ،وہاں کے بنے ہوئے کوکا کولا ،وہاں کے بنے ہوئے بسکٹوں کے ڈبے اور ہر قسم کے دوسرے سامان یہ روزمرہ آپ کی زندگی کا حصہ بن جائیں اور جب

تک آپ یہ چیزیں کھا کر نہ زندہ رہیں اس وقت تک آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ ایک جدید مزاج کے ترقی یافتہ انسان ہیں غرضیکہ افریقہ کی ساری مارکیٹیں ایسی غذاؤں سے بھری پڑی ہیں جو باہر کے ملکوں میں پیدا ہوتی ہیں اور یہاں آ کر فروخت ہو رہی ہیں۔ جن کو مقامی طور پر کسی جگہ بھی تیار نہیں کیا جا رہا نہ اس کی استطاعت ہے، نہ اس کی صنعت موجود ہے۔ یہ چیزیں کھانی اور استعمال کرنی گناہ تو نہیں ہیں۔ غذائیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں مختلف طریق پر ان کو تیار کیا گیا ہے مگر اقتصادی خودکشی ضرور ہے ان قوموں کے لئے جو یہ چیزیں خود پیدا نہیں کرسکتیں۔ چونکہ وہ لوگ جو ان چیزوں کو خود پیدا کرتے ہیں ان کے لئے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں کہ ان کی دولت ہاتھوں سے نکل کر غیر ملکوں کی طرف بہنی شروع ہو جائے۔ اپنے ملک کی دولت اپنے ملک میں رہتی ہے بلکہ ان چیزوں کو پیدا کرنے کے نتیجہ میں باہر سے بھی دولت کھینچنے کے مواقع میسر آ جاتے ہیں لیکن جو غریب قومیں ان کو پیدا نہیں کرتیں ان کے لئے دوہرا نقصان ہے۔ مذہبی طور پر حرام نہ ہونے کے باوجود قومی طور پر ان کا بے دھڑک استعمال اور حد سے زیادہ استعمال ان کے لئے ایک اقتصادی خودکشی کے مترادف ہو جاتا ہے۔ ان کا دوہرا نقصان یہ ہے۔ نمبر ایک وہ قومیں جو یہ چیزیں تیار کرتی ہیں بہت امیر ہیں اور ان کی روزمرہ کی آمد غریب قوموں کی آمد سے بعض دفعہ سو گنا زیادہ، کہیں پچاس گنا زیادہ، کہیں بیس گنا زائد ہے کیونکہ وہ خود یہ چیزیں تیار کرتی ہیں اس لئے اتنی بڑی آمد کے باوجود وہاں بہت سستی ملتی ہیں۔ غریب ملکوں کا عجیب حال ہے ان کی آمد ان سے اتنی کم ہے کہ پچاس آدمی مل کے جو کماتے ہیں وہ ایک آدمی وہاں کما رہا ہوتا ہے اس کے باوجود یہاں ان کی بنی ہوئی چیزیں کئی گنا زیادہ قیمت پر وہ خرید رہے ہوتے ہیں آمد تھوڑی چیزیں مہنگی۔ باہر کی بنی ہوئی اپنے روپے کو باہر بھجوانا یہ کون سی عقل کی بات ہے۔ پچھلے دنوں مجھے ایک دعوت میں بیٹھنے کا موقع ملا میرے ساتھ ایک وزیر تشریف فرما تھے وہ اپنے ملک کے بڑے معزز وزیر تھے۔ جب کوکا کولا پیش ہوئی تو میں نے ان سے گزارش کی کہ آپ کے ملک میں کوکا کولا پیتے ہوئے تو میرا دل بالکل تیار نہیں ہوتا اگر مجھے کوکا کولا کی بجائے کوکونٹ کا پانی مل جائے تو وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ آپ لوگ کیوں کوکونٹ کے پانی کو جو خدا نے بہت ہی عجیب نعمت آپ کو عطا فرمائی ہے چھوڑ کر ایسی ذلیل بے معنی سی چیز خرید رہے ہیں جو آپ کی صحت کے لئے بھی مضر ہے۔ چنانچہ کوکونٹ کا پانی تو نہیں ملا لیکن اس بات کا یہ اثر ضرور پڑا کہ انہوں نے بھی کوکا کولا پینے سے

انکار کر دیا اور ہم دونوں نے پھر سادہ پانی پیا۔

میں ہرگز مغربی قوموں کا دشمن نہیں ۔میں خدا کے کسی بھی بندہ کا دشمن نہیں بلکہ خدا کے بندوں سے دشمنی کو حرام سمجھتا ہوں۔البتہ میں خدا کے مظلوم بندوں سے محبت کرتا ہوں اور خدا کے غریب بندوں سے زیادہ پیار رکھتا ہوں۔اس لئے غیر قوموں کی دشمنی میں ہرگز نہیں بلکہ آپ مظلوم قوموں کی محبت میں میں آپ کو یہ بتار ہا ہوں کہ آپ کو اپنے طرز معیشت میں ایک بنیادی تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔

جماعت احمدیہ ایک امن پسند جماعت ہے اور یقین رکھتی ہے کہ سچائی کو پھیلانے کے لئے امن کی فضاء ضروری ہے اس لئے ہر وہ خطرہ جو کسی ملک یا کسی خطہ ارض کے امن کو خطرہ ہو وہ درحقیقت مذہب کی قدروں کے لئے بھی خطرہ بن جاتا ہے اور امن کی فضاء کو جو چیز بھی مکدر کرے اور برباد کرے وہ مذہبی اقدار کے لئے بھی شدید نقصان دہ ہوتی ہے۔اس لئے مستقبل کے بعض خطرات کو بھانپنے کی وجہ سے میں یہ باتیں کر رہا ہوں اور ان کے نتیجہ میں آپ کی خدمت میں کچھ مشورے رکھنا چاہتا ہوں ۔اس صورت حال کے نتیجہ میں جو خطرات مجھے دکھائی دے رہے ہیں وہ میں آپ کے سامنے بالکل اختصار کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے موجودہ رجحان یعنی ایک طبقہ کا دن بدن مغربی اقدار میں رنگین ہوتے چلے جانا اور بھی زیادہ خطرات پیدا کرنے کا موجب بنے گا۔ یہ طرز زندگی بہت مہنگی ہے۔غریب ملک اس طرز زندگی کو قبول کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ان کو خدا نے ابھی استطاعت نہیں بخشی اور آپ کی غریب حکومتیں اپنے عہدیداروں کو،حکومت کے کارندوں کو زیادہ تنخواہیں نہیں دے سکتی اس لئے کہ ایک طرف ان کے Taste بلند ہونا شروع ہو جائیں گے۔ایک طرف ان کے ذوق اونچے ہو جائیں گے،ان کی طلب بڑھ جائے گی، ٹیلی وژن دیکھ دیکھ کر نئی نئی چیزیں بھی ان کو نظر آئیں گی کہ یہ بھی ہمارے گھر میں ہونی چاہئیں، یہ بھی ہمارے گھر میں ہونی چاہئیں، دوسری طرف ملک کی غربت ان کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں کر سکے گی۔ایسی صورت حال لازماً Corruption پر منتج ہوتی ہے اور ایسی حکومتیں پھر دن بدن زیادہ سے زیادہ Corrupt اور رشوت ستانی کا شکار ہوتی چلی جاتی ہیں۔حکومت کے ملازم ہوں یا سیاسی راہنما جوان ملازموں کے افسر ہیں جب وہ کرپٹ ہو جاتے ہیں

تو وہ صرف اپنے ملک کے باشندوں سے رشوت وصول نہیں کرتے بلکہ غیر قوموں سے رشوت وصول کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور پھر غیر قومیں ان کی بددیانتی کے چور دروازوں سے داخل ہو کر آپ پر حکومت کرنے لگتی ہیں۔ یہ ایک بہت ہی بڑا خطرہ ہے جو بہت سے تو نہیں مگر بعض افریقی ممالک میں نہ صرف خطرہ ہے بلکہ واقعۃً لاحق ہو چکا ہے، رونما ہو چکا ہے اور بہت سے افریقی ممالک کے سر پر ایک تلوار کی طرح لٹک رہا ہے۔ پس ایسی قوموں کے وہ نمائندگان جو غیر اور امیر قوموں سے اقتصادی یا تعلیمی یا معاشرتی یا فوجی معاہدے کرتے ہیں وہ اپنی بددیانتی کی وجہ سے مجبور ہو جاتے ہیں کہ قوم کے مفادات کو بیچیں اور ایسے معاہدے کریں جو ہمیشہ قوم کے مفاد کے خلاف پڑتے ہوں۔ چنانچہ اس طریقہ سے غیر قوموں کی غلامی کے چنگل میں دن بدن قوم زیادہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہے، زیادہ مجبور اور محبوس ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ وہ خطرہ ہے جو پھر آگے خطروں کو جنم دیتا ہے ملک کے اندر مظلوم لوگ دن بدن اپنے رہنماؤں سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور ان کی نفرت کے اظہار کے لئے اگر ان کے پاس خود کوئی ذریعہ موجود نہ ہو تو پھر غیر قوموں سے مدد مانگتے ہیں۔ غیر قوموں کے نظریات سے مدد مانگتے ہیں۔ باہر اشترا کی پر تولے ہوئے بیٹھے ہیں کہ ان کو موقع ملے کسی ملک کے غریبوں میں داخل ہونے کا تو وہ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ دوسری قومیں اپنے اپنے رنگ میں ملکوں میں داخل ہونے کے لئے تیاری کئے بیٹھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہر طرف سے غیر قوموں کو نفوذ کے نئے نئے رستے مہیا ہو جاتے ہیں اور سارے ملک کا امن درہم برہم اور تباہ ہو جاتا ہے۔

کیونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے ہم نے جلدی سفر پہ جانا ہے اس لئے اب اس تفصیل میں گئے بغیر کہ اور کیا کیا خطرات اس سے پیدا ہوتے ہیں اور جو بہت زیادہ ہیں یعنی جو میں نے بیان کئے ہیں اس سے بہت زیادہ اور بھی ہیں۔ میں مختصراً تمام افریقہ کی احمدی جماعتوں کو یہ نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ ملک کو پیش آمدہ مستقبل کے خطرات سے بچانے کے لئے اپنے ملک کی محبت میں اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی خاطر وہ کثرت سے لوگوں کو نصیحت کرنی شروع کریں اور ان کے دماغوں کو روشن کرنا شروع کریں اور اپنی سیاسی قیادت سے مل کر ان کو یہ باتیں سمجھائیں اور پیار اور محبت سے تلقین کریں کہ بجائے اس کے کہ عوام الناس کی طرف سے تحریکیں اٹھیں وہ خود سادگی کی تحریکیں حکومت کے بالا شعبوں سے شروع کریں، حکومت کے بالا خانوں سے شروع کریں اور بار بار عوام کو

یقین دلائیں کہ ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ قوم کا انحصار غیر قوموں پر دن بدن کم ہوتا چلا جائے اور قوم خود اپنے پاؤں پر کھڑی ہونے کی اہل ہو جائے۔ تمام دنیا کے احمدیوں سے میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ ان میں جتنے بھی Industrialist ہیں صنعتکاری کے واقف ہیں یا Technology کے ماہر ہیں کسی رنگ میں یا اور ایسے علوم پر دسترس رکھتے ہیں جو غریب ملکوں کے اقتصادی حالات کو بہتر بنانے میں مفید ثابت ہو سکتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوائیں اور لکھیں کہ کیا وہ اپنے خرچ پر افریقہ کے دورے کے لئے اور جائزہ لینے کے لئے آنے پر تیار ہیں یا صرف اپنا وقت دے سکیں گے جماعت احمدیہ ان کے لئے خرچ مہیا کرے گی اور وضاحت کریں کہ کس کس علم کے وہ ماہر ہیں کونسی انڈسٹری کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد جب میں ان کو یہاں بھجواؤں گا تو ان کا یہ کام نہیں ہوگا کہ اپنا سرمایہ یہاں لگائیں کیونکہ افریقہ پہلے ہی باہر کی سرمایہ کاری سے تنگ آیا بیٹھا ہے اور بہت سے لوگوں نے مدد کے بہانے ان کو لوٹا ہے۔ میں یہ پسند کروں گا کہ وہ اپنا Know How اپنی علمی قابلیت قوم کی خدمت میں پیش کریں اور یہ بات پیش کریں کہ ہم آپ کے لئے صنعتیں لگوانے میں مدد دیں گے، صنعتیں آپ کی ہوں گی، فائدے آپ کے ہوں گے، ہم صرف خدمت کر کے اپنے اپنے ملکوں کو واپس چلے جائیں گے۔

اس کے بعد میں آخر پر پھر آپ سب احباب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں یعنی تمام احمدی احباب، خواتین اور بچوں کا جو دور دور سے بعض صورتوں میں ملنے کے لئے یہاں تشریف لائے بعض دوسرے ملکوں سے بھی تشریف لائے۔ مقامی احمدی جماعت کا بھی بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں خصوصاً آپ کے خدام کا جنہوں نے دن رات ایسی مستعدی سے خدمت کی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کے بہت سے دوسرے ممالک کے لئے وہ نمونہ بنے ہوئے تھے۔ نہایت اعلیٰ نظم وضبط کے ساتھ انہوں نے مسلسل محنت کے ساتھ فرائض سرانجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی بہترین جزا دے۔ آپ کے ملک کے باشندوں کو بھی اور آپ کو بھی دنیا اور آخرت کی بے شمار حسنات عطا فرمائے۔ آپ کا ہمیشہ ساتھی رہے۔ آپ کے دل میں اپنی اور اپنی مخلوقات کی سچی محبت پیدا کرے۔ آپ خیر پھیلانے والے ہوں اور شر کو دور کرنے والے ہوں۔ اللہ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

نماز جمعہ کے بعد نماز عصر ہوگی جو مسافر دوگانہ پڑھیں گے۔